Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume: 03, No: 02. July – September 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

اسلامک تورّق کریڈٹ کارڈ: ایک تحلیلی مطالعہ

Tawarruq Based Islamic Credit Card: An Analytical Study

Dr. Muhammad Abubakar Siddique *

[*]*Chairperson/Lecturer, School of Islamic Banking and Finance, International Institute of Islamic Economics, International Islamic University Islamabad, Pakistan*

KEYWORDS

Islamic Finance
credit card
Debit card
Tawarruq
Mutual Funds

ABSTRACT

There is a fierce competition in the world of business and commerce. Financial and banking institutions are always trying to provide such unique facilities that no other institution has to attract customers. In this environment, where Islamic banks face the challenge of introducing new products, it is not less of a problem for them to replace the existing products of conventional interest-based banks. It is imperative for Islamic banks to adhere to Sharīʿah principles while structuring all their products. Currently, there are products of Islamic banks in the market which have been criticized by critical researchers for not considering the compatibility of *Sharīʿah* principles. The main objective of this paper is to describe the structure of Islamic *Twarruq* based credit card and shed light on its Sharīʿah compliance. The paper concludes that credit card cannot be issued in Islamic framework using organized *Tawarruq*. The paper also finds that the current fatwa on Islamic *Tawarruq* credit card only highlights the operational mode of the product. In this entire fatwa, no Shariah arguments have been given anywhere. The AAOIFI Sharīʿah Standard No. 29 on Fatwa and its merits also obliges the Muftis of the *Sharīʿah* Board to mention arguments in their Fatwas, and this matter becomes more important when the same Fatwa is approachable to other Muftis and researchers. The paper suggests that regulatory authorities should revise their *Sharīʿah* governance framework and oblige the Sharīʿah Board of Islamic banks to issue formal Sharīʿah arguments with full references while issuing fatwas on the justification of products and services.

تعارف

احکامِ شریعت میں دینِ اسلام کا عمومی مزاج یہ ہے کہ امور کے جواز وعدم جواز کے فیصلوں میں جہاں معاملات کے مختلف امور کے طریق کار کو سامنے رکھا جاتا ہے تو وہیں ان سے پیدا ہونے والے ممکنہ نتائج کو بھی اہمیت دی جاتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی امر کے نتائج سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف اُس کے طریق کار کی صحت پر اس کے جواز کا حکم دے دیا جائے۔ اگر ایسا ہوتا تو شاید شراب کی حرمت، یتیم بچے کی جائیداد کو اس کے حوالے کرنے کی ممانعت، ربا کی حرمت جیسے احکامات کبھی صادر نہ ہوتے۔ یہ اور ان جیسے دیگر کئی امور ہیں جنہیں اِن سے پیدا ہونے والے نتائج کی قباحت کی پیشِ نظر حرام کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ فخر الاسلام بزدویؒ (۷۳۰ھ) نے شرعی قاعدہ بیان کیا: وَإِنَّمَا الْأُمُورُ بِعَوَاقِبِهَا أَيِ الْمُعْتَبَرُ عَوَاقِبُ الْأُمُورِ (عبد العزیز، ۲۰۰۷، ج۔ ۴، ص۔ ۲۶۲) امور کی حلت و حرمت میں ان کے نتائج کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

کاروبار و تجارت کی دنیا میں اس وقت شدید مقابلے کا ماحول پایا جاتا ہے۔ مالیاتی اور بینکاری ادارے ہمہ وقت کسٹمرز کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے ایسی منفرد سہولتیں میسر کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جو کسی اور ادارے کے پاس موجود نہ ہو۔ اس ماحول میں اسلامی بینکوں کو

*Corresponding Author: Dr. Muhammad Abubakar Siddique
Email Address: muhammad.abubakar@iiu.edu.pk

جہاں نت نئی پروڈکٹس متعارف کرانے کا چیلنج درپیش ہوتا ہے وہیں اُن کے لئے سودی بینکوں کی موجودہ پروڈکٹس کا متبادل دینا بھی کسی مسئلے سے کم نہیں ہوتا۔ اگر پروڈکٹس کی نوعیت کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ product Innovation کا حقیقی تصور اسلامی بینکوں میں ہی پایا جاتا ہے۔ اسلامی بینکوں کی ہر پروڈکٹ کی بنیاد الگ ہے، جیسے قرض، مشارکہ، مضاربہ، استجرار، مرابحہ، اجارہ وغیرھا۔ اس کے برعکس سودی بینکاری میں تمام پروڈکٹس (تمام ڈیپازٹس، مکمل فنانسنگ، انوسٹمنٹ) صرف اور صرف قرض کے تصور پر متعارف کروائی جاتی ہیں۔ جنہیں بعد میں مختلف ناموں سے مارکیٹ میں متعارف کروایا جاتا ہے۔ یہ حقیقت میں ایک ہی چیز کو مختلف نام دینے کے مترادف ہے جسے product Innovation کا نام دینا ایک ناانصافی ہوگی۔ کیونکہ ان کی ہر پروڈکٹ قرض کے اصولوں پر مبنی ہوتی ہے جس میں سودی بینک اور کسٹمر کے مابین قرض خواہ اور مقروض کا تعلق ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اسلامی بینک کی ہر پروڈکٹ ایک نئے عقد پر مشتمل ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسلامی بینک اور کسٹمرز کے درمیان تعلق کی نوعیت بھی بدلتی رہتی ہے۔ جیسے اجارہ کی بنیاد پر جاری ہونے والی پروڈکٹ میں اسلامی بینک مؤجر اور کسٹمر مستاجر ہوتا ہے۔ مشارکہ کی پروڈکٹ میں نفع ونقصان کی بنا پر شراکت داری کا تعلق ہوتا ہے، بیع کی بنیاد پر جاری پروڈکٹ میں خریدار و فروخت کنندہ کا تعلق بنتا ہے اور ہر عقد کے اپنے اصول وضوابط اور نتائج ہوتے ہیں۔

اس ساری صورت حال کے پیش نظر اسلامی بینکوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی تمام پروڈکٹس کا ڈھانچہ ترتیب دیتے وقت شرعی اصولوں کی پاسداری کریں۔ اس وقت مارکیٹ میں اسلامی بینکوں کی ایسی پروڈکٹس موجود ہیں جن پر ناقد محققین نے مدلل نقد کئے ہیں کہ ان میں شرعی اصولوں کی مطابقت کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ اس مقالے میں اس وقت موضوع بحث اسلامی تورّق کریڈٹ کارڈ ہے۔ اس مقالے کا بنیادی مقصد اس پروڈکٹ کے ڈھانچے کو بیان کرتے ہوئے متعلقہ شرعی اصولوں سے اس کی مطابقت پر روشنی ڈالنا ہے۔ راقم کی معلومات میں ابھی تک اس موضوع پر اس انداز میں کام نہیں ہوا کہ اس پروڈکٹ کے ڈھانچے کو بیان کرنے کے بعد فقہی انداز میں نقد کرتے ہوئے سوال قائم کئے گئے ہوں اور اُن پر بحث کی گئی ہو۔ اس مقالہ میں پہلے تورّق کی تعریف اور اس کی اقسام کا تعارف، کریڈٹ کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ کی خصوصیات کو بیان کیا جائے گا تاکہ تورّق کی بنیاد پر جاری شدہ کریڈٹ کارڈ پر کی جانے والی فقہی بحث کو سمجھنا قاری کے لئے آسان ہو۔

عقدِ تورّق (Monetization)

تورّق عربی زبان کا لفظ ہے جو " الوَرِقُ " سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے "چاندی"۔ تورّق باب تفعّل سے ہے۔ جس میں طلب کے معانی پائے جاتے ہیں یعنی "چاندی کی طلب"۔ اس سے مراد نقدی کی طلب لیا جاتا ہے کیونکہ چاندی مالِ نقدی شمار ہوتی ہے (ابن منظور ۱۴۱۴ھ، ج۔ ۱۰، ص۔ ۳۷۵)۔ تجارت کو "مُورِقَةٌ لِلْمَالِ" کہا جاتا ہے، جس کے معنی ہوتے ہیں مال کھینچ کر لانے والا اور اسے بہت زیادہ کرنے والا کہا جاتا ہے۔ "الْوَرِقُ" چاندی سے ڈھلے ہوئے دراہم کو کہا جاتا ہے۔ ویسے "التورّق" کا اطلاق ورق یعنی پتہ کھانے پر بھی ہوتا ہے۔ (مجمع الفقہ الاسلامی، ج۔۱، ص۔ ۹)

اصطلاح میں "تورّق ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک فریق اُدھار پر دوسرے فریق سے کوئی چیز زیادہ قیمت کے عوض خریدتا ہے اور نقدی رقم حاصل کرنے کے لئے اُسے کسی تیسرے فریق کے ہاتھ کم قیمت پر فروخت کرتا ہے"۔ (الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ، ۱۴۲۷ھ، ج۔ ۱۴، ص۔ ۱۴۷)

ایوفی شریعہ اسٹینڈرڈز میں تورّق کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

هو شراء سلعة بثمن آجل مساومة أو مرابحة ثم بيعها إلى غير من اشتريت منه للحصول على النقد بثمن حال (الأيوفي، ۲۰۱۵، رقم المعيار ۳۰)

"نقد رقم حاصل کرنے کے ارادہ سے کسی چیز کو مساومہ یا مرابحہ کی بنیاد پر ادھار خرید کر فروخت کنندہ کے علاوہ کسی تیسرے فریق کو نقد پر فروخت کرنا تورّق ہے"۔

جس فریق کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور جو پہلے زیادہ قیمت پر چیز کو خریدتا ہے اور پھر سستا کر کے فروخت کرتا ہے، اُسے مستورّق یا متورّق کہتے ہیں۔

تورّق کی شرعی حیثیت کے بارے میں کلاسیکل مسلم فقہاء سے تین آراء سامنے آتی ہیں۔ فقہائے اربعہ کا مذہب یہ ہے کہ چند قیود کے ساتھ تورّق ایک جائز عقد ہے۔ (ابن الهمام، ۸۶۱ھ، ج۔۷، ص۔۲۱۳؛ ابن رشد، ۱۹۸۸ء، ج۔۲، ص۔۴۲؛ المرداوي، ۸۸۵ھ، ج۔۴، ص۔۳۳۷)

دوسری رائے میں یہ ایک مکروہ عقد ہے۔ تاہم مسالک اربعہ کے چند فقہا سے یہ ایک منقول قول ہے۔ (الزيلعي، ۱۳۱۳ھ، ج۔۴، ص۔۳۲۵؛ الحطاب، ۱۹۹۲ء، ج۔۴، ص۔۴۰۴)[1] تیسرا موقف حرمتِ تورّق کا ہے جسے حنابلہ میں سے ابن تیمیہ اور ابن القیم نے اختیار کیا ہے۔ (ابن تیمیۃ، ۱۹۸۷ء، ج۔۵، ص۔۳۹۲؛ ابن القيم، ۱۹۹۱ء، ج۔۳، ص۔۱۳۵)

تورّق کی اقسام

معاصر فقہائے کرام تورّق کو تین قسموں: انفرادی تورّق، منظم تورّق اور عکسی تورّق میں تقسیم کرتے ہیں۔ **انفرادی و منظم تورّق** کی تعریف وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔ تاہم **منظم تورّق** میں یہ پہلے سے طے ہوتا ہے کہ مستورّق (جسے رقم کی ضرورت ہے) وہ خریدی گئی چیز کس فریق کو کم قیمت پر فروخت کرے گا۔ تورّق منظم اور عکسی تورّق ایک جیسے ہیں بس یہ فرق ہے کہ **عکسی تورّق** میں تیسرا فریق کوئی فرد نہیں ہوتا بلکہ ادراہ ہوتا ہے۔ **مجمع الافقہ الاسلامی جدہ** (۲۰۰۹) کی قرارداد کے مطابق منظم اور عکسی تورّق دونوں ناجائز و حرام ہیں کیونکہ ان میں **مموِّل** (فریق اول) اور مستورّق کے مابین صراحۃً یا ضمناً یا عُرفاً دوسری بیع کا حیلہ پایا جاتا ہے جس کا مقصد صرف اور صرف نقدی کا حصول ہوتا ہے اور اس بیع میں مبیع کا حصول کسی کا بھی مقصد نہیں ہوتا۔ (**مجمع الفقہ السلامی جدہ**، قرارر قم: ۱۷۹ (۱۹/ ۵) **مجمع الفقہ الاسلامی** کی اسی قرارداد کے آخر میں اسلامی بینکوں اور دیگر اسلامی مالیاتی اداروں کو تاکید کی گئی ہے: "اسلامی بینکاری اور مالیاتی ادارے اپنی تمام سرگرمیوں میں سرمایہ کاری اور فنانسنگ کے ایسے طریقوں کو اپنائیں جو شریعت کے مطابق ہوں۔ انہیں ایسی تمام مشکوک اور ممنوعہ مالیاتی تکنیکوں سے اجتناب کرنا چاہیے جو شرعی قوانین سے متصادم ہوں۔ اس لئے وہ اپنے تمام تر مالیاتی امور میں مقاصد شریعت کی تکمیل کو یقینی بنائیں۔ اس طرح مسلم دنیا کے سماجی و اقتصادی مقاصد کی تکمیل یقینی ہو گی۔" (ایضا) اگر موجودہ صورتحال کو درست نہ کیا گیا تو مسلم دنیا کو سنگین چیلنجز اور معاشی عدم توازن کا سامنا رہے گا جو کبھی ختم نہیں ہو گا۔

[1] إذا لم يكن من أهل العينة فالمشهور عند المالكية جواز ال تورّق، وعندهم قول بالكراهة قال الحطاب: "والمشهور أنه جائز وقول ابن مزين: إنه مكروه ولم يحك ابن رشد في جوازه خلافا". أما إن كان من أهل العينة فالمذهب الكراهة؛ لأن أهل العينة يتهمون فيما لا يتهم فيه أهل الصحة. قال ابن رشد: "وذلك جائز لغير أهل العينة" (الدسوقي، ۱۲۳۰ھ، ج۔۳، ص۔۸۹)

حسین حسن الفیفی لکھتے ہیں کہ تورّق درج ذیل شرائط کے تحت جائز ہے:

1. بیع کی شرائط پوری ہوں۔
2. مبیع ایسی نہ ہو جس کی خرید و فروخت میں عوضین پر قبضہ مجلس عقد میں ضروری ہو۔، اس لیے کرنسی، سونا یا چاندی میں تورّق صحیح نہیں ہے۔
3. پہلا فروخت کنندہ مبیع کا مالک ہو اور مبیع پر اُس کا حقیقی یا مجازی قبضہ ہو۔
4. مستورّق تیسرے فریق کو فروخت کرنے سے پہلے پہلے بیچنے والے سے مبیع وصول کر چکا ہو۔
5. مستورّق وہی مبیع پہلے بائع کی بجائے کسی تیسرے فریق کو بیچے اور وہ تیسرا فریق پہلے فریق کا نہ تو اُس کا نائب ہو اور نہ ہی وکیل۔
6. پہلے فریق کی جانب سے مستورّق پر یہ شرط بھی عائد نہ کی گئی ہو کہ مبیع کی قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں مستورّق پر مالی جرمانہ ہو گا۔(الفیفي، ۲۰۱۳)

فی زمانہ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس طرح کے معاملے میں جہاں سود کا شائبہ بھی ہو وہاں ایسی شرائط اگر پوری کی جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔

کریڈٹ کارڈ

ایسا کارڈ جس میں متعین حد تک اُدھار کی سہولت فراہم کی جاتی ہے اور اس میں متعین مدت میں ادھار کی مدت کی تجدید بھی کی جاتی ہے۔ کریڈٹ کارڈ مختلف اشیاء و خدمات کی قیمت کی ادائیگی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ حامل کارڈ منظور شدہ ادھار کی مدت کی حد تک اشیاء و خدمات کی قیمت کی ادائیگی اس کارڈ سے کر سکتا ہے اور نقد رقم بھی نکلوا سکتا ہے۔ کریڈٹ کارڈ سے سامان کی خریداری یا خدمات کا معاوضہ ادا کرنے کی صورت میں حامل کارڈ کو ایک مہلت دی جاتی ہے جس کے اندر ادائیگی کرنے سے کوئی سود لاگو نہیں ہوتا۔ حامل کارڈ کو مشروط سود کے عوض مزید مہلت بھی دی جاتی ہے۔ البتہ نقد رقم نکلوانے کی صورت میں حامل کارڈ کو واپس ادائیگی کے لیے مزید مہلت نہیں دی جاتی۔(الأیوفي، ۲۰۱۵، رقم المعیار ۲)

ڈیبٹ کارڈ

مالیاتی ادارے کی جانب سے یہ کارڈ اس شخص کو جاری کیا جاتا ہے جس کے اکاؤنٹ میں کچھ رقم ہو۔ یہ کارڈ اپنے حامل کو اکاؤنٹ میں موجود بیلنس کی حد تک رقم نکالنے اور خریدی گئی اشیا اور حاصل کی گئی خدمات کی قیمت کی ادائیگی کا اہل بناتا ہے۔ ان صورتوں میں گاہک کے اکاؤنٹ سے رقم فوراً منہا ہو جاتی ہے۔ حامل کارڈ اس کارڈ سے ادھار حاصل نہیں کر سکتا۔ عام طور پر گاہک کو اس کارڈ کے استعمال کے بعد کسی فیس کی ادائیگی نہیں کرنی پڑتی الا یہ کہ اس کارڈ کو کارڈ جاری کرنے والے بینک کے علاوہ کسی دوسرے بینک سے نقد رقم نکالنے یا کسی دوسری کرنسی میں خرید و فروخت کے لیے استعمال کیا جائے۔ یہ کارڈ کبھی فیس کے عوض اور کبھی بغیر فیس کے جاری کیا جاتا ہے۔ بعض مالیاتی ادارے کارڈ کے ذریعے ادائیگی حاصل کرنے والے سے خریدی گئی اشیا کی قیمت یا سہولیات کے معاوضہ کے تناسب سے فیس وصول کرتے ہیں۔(ایضا) سادہ الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کارڈ کے ذریعے حامل کارڈ اپنی ذاتی رقم خرچ کرتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد اسلامی تورق کریڈٹ کارڈ پر فقہی بحث کو سمجھنا اب قاری کے لئے آسان ہو گا۔ سب سے پہلے اسلامی تورّق کریڈٹ کارڈ کی بنیادی ڈھانچہ بیان کیا جائے گا۔

اسلامی تورّق کریڈٹ کارڈ کا بنیادی ڈھانچہ

اسلامی کریڈٹ کارڈ تورّق کے اصول پر مبنی ہے۔ تورّق ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک ایسا فریق جسے رقم کی ضرورت ہو تو وہ دوسرے فریق سے کوئی چیز اُدھار پر زیادہ قیمت کے عوض خرید کر کسی تیسرے فریق کے ہاتھ کم نقدی قیمت پر فروخت کر کے اپنی رقم کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اس پروڈکٹ کا تفصیلی ڈھانچہ درج ذیل ہے:

1. جب اندرون بینک کسی کلائنٹ کے لئے اسلامک تورّق کارڈ کی منظوری ہو جاتی ہے تو اس کے لئے کریڈٹ کی حد مقرر کی جاتی ہے کہ کلائنٹ اس کارڈ پر کتنی رقم خرچ کر سکے گا۔ اس مقصد کے لئے کلائنٹ کا ایک اکاونٹ اوپن کیا جاتا ہے۔

2. اس اسٹیج پر اسلامی بینک اور کلائنٹ وکالہ کا عقد کرتے ہیں۔ جس میں کلائنٹ اسلامی بینک کے وکیل کے طور پر (اسلامی بینک کے اپنے) اے بی سی میوچل فنڈ سے میوچل فنڈ کے یونٹس خریدے گا جن پر ملکیت اسلامی بینک کی ہو گی۔ لیکن اُن کا اجراء کلائنٹ کے نام پر ہو گا۔ اسلامی بینک اے بی سی میوچل فنڈز کو یونٹس کی قیمت کی ادائیگی کر دے گا اور یہ قیمت اسلامک کریڈٹ کارڈ کی مقرر کی گئی لمٹ یعنی حد کے مساوی ہو گی۔

نوٹ: تورّق ٹرانزیکشن کے لئے صرف اسلامک میوچل فنڈز ہی استعمال کئے جائیں گے۔ میوچل فنڈز کے یونٹس کی خرید و فروخت کے لئے کسٹمر کا اکاؤنٹ (اسلامی بینک کے) اے بی سی میوچل فنڈ میں ہی کھولا جائے گا۔ (اسلامی بینک کا میوچل فنڈ اس لئے کہا ہے کہ پروڈکٹ کی دستاویز میں اسلامی بینک کے اپنے میوچل فنڈ کا ہی نام درج ہے)۔

3. کسٹمر اسی وقت آزادانہ طور پر پہلے عقد سے الگ یہ وعدہ جمع کروائے گا کہ وہ بینک سے میوچل فنڈز کے یونٹس خریدے گا۔

4. اے بی سی میوچل فنڈ سے یونٹس خریدنے کے بعد یونٹس سے وابستہ خطرات اور ملکیت اسلامی بینک کو منتقل ہو جائیں گے۔ اس سٹیج پر اسلامی بینک اپنے میوچل فنڈ کلائنٹ کو مرابحہ مؤجل پر فروخت کرنے کے لئے ایجاب (آفر) کرے گا۔ منافع کے تعین کا طریقہ کار یہ ہو گا کہ اس کریڈٹ کارڈ کی زیادہ سے زیادہ استعمال شدہ حد پر سالانہ شرح منافع کا اطلاق ہو گا [جو عموما کابر ہوتا ہے]۔

5. کسٹمر یا اس کے کسی ایجنٹ کی جانب سے قبول کرنے کے بعد میوچل فنڈز کے یونٹس کی ملکیت اور اس کے خطرات کسٹمر کو منتقل ہو جائیں گے۔ اور مرابحہ مؤجلہ کی قیمت بھی اس وقت لاک یعنی طے ہو جائے گی جو ناقابل تبدیل ہو گی۔

نوٹ: [اس مرحلے پر ایک نوٹ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ شریعہ بورڈ ممبرز کے درمیان اس پروڈکٹ پر بحث کے دوران بیع عینہ سے متعلق تفصیلی بات ہوئی۔ بیع عینہ سے بچنے کے لئے شریعہ بورڈ نے درج ذیل نکات تجویز کئے:۔

i. اسلامی بینک کا اے بی سی میوچل فنڈ صرف "ٹرسٹی آف فنڈز" ہے۔ اصل مالکان تو فنڈز کے سرمایہ دار ہیں۔

ii. یہاں اے بی سی کا میوچل فنڈ "کیش بیسڈ" ہو گا جس کی نیٹ ایسٹ ویلیو تقریباً ہر روز تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ دونوں خرید و فروخت کے عقود میں معقود علیہ ایک ہی نہیں رہتی بلکہ مختلف ہو جاتی ہیں۔ پہلی خرید و فروخت جو اے بی سی میوچل فنڈ اور اسلامی بینک کے مابین ہوئی اور دوسری خرید و فروخت جو اسلامی بینک اور کلائنٹ کے مابین ہوئی جس میں اسلامی بینک فروخت کنندہ ہو گا۔ دونوں کنٹریکٹ چونکہ دو مختلف میوچل فنڈ پر واقع ہوئے ہیں اس لئے بیع عینہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

iii. دوسرا عقد بیع پہلے عقد بیع کے ایک دن بعد منعقد کیا جائے گا۔

iv. شرعی اصولوں کی روشنی میں میوچل فنڈز کی خرید در حقیقت استثمار یعنی انوسٹمنٹ کرنا ہے اور ان کی بیع ضمناً شمار ہو گی۔

v. کلائنٹ کی مرضی ہے کہ میوچل فنڈز کی ملکیت جتنا عرصہ چاہے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ گویا کہ کلائنٹ کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ اپنے میوچل فندز کے یونٹس واپس اے بی سی میوچل فنڈز کو فروخت کرے۔

vi. اس عمل کی مثال اسلامی بینک کے مضاربہ ڈپازٹ پول میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں ڈپازٹر جب چاہے اپنی سرمایہ کاری جمع کر سکتا ہے اور واپس نکال بھی سکتا ہے، یہ جمع اور واپسی بنیادی طور پر ایک سرمایہ کاری ہے۔ لیکن اسی سرمایہ کاری کے تحت ضمناً بیع بھی ہو رہی ہوتی ہے وہ یوں کہ جب کوئی ڈپازٹر اپنی رقم مضاربہ پول سے نکلواتا ہے تو وہ در حقیقت اپنا مضاربہ کا شیئر مضاربہ پول کے کسی اور انوسٹر کو فروخت کر رہا ہوتا ہے اور یہ فروخت ضمناً پائی جا رہی ہوتی ہے (جو ایجاب و قبول سے بالکل آزاد ہوتی ہے)۔

ان مندرجہ بالا چھے (٦) نکات کو سامنے رکھتے ہوئے شریعہ بورڈ نے واضح کیا کہ اب اس معاملے میں بیع عینہ کے در آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

6. بینک سے میوچل فنڈز کے یونٹس کی خریداری کے بعد، صارف انہیں خود یا اپنے کسی ایجنٹ کے ذریعے نقد رقم پر اے بی سی میوچل فنڈز کو بیچ سکتا ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ میوچل فنڈز کی خرید و فروخت کے ان دونوں کنٹریکٹس کے بارے میں کلائنٹ کو ایس ایم ایس میسجز کے ذریعے آگاہ کیا جائے گا جو کہ اسے اے بی سی میوچل فنڈز کی جانب سے بھیجے جائیں گے۔

7. کسٹمر کی جانب سے میوچل فنڈز کے یونٹس کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم اس کے مضاربہ اکاونٹ میں جمع ہو جائے گی جہاں پر اسے اُس رقم پر مضاربہ کا منافع بھی ملے گا۔

8. اس مضاربہ اکاونٹ میں جمع شدہ رقم اب کلائنٹ کی ملکیت شمار ہو گی جسے وہ اسلامی تورّق کارڈ کے ذریعے جب چاہے گا خرچ کرے گا۔ [گویا کریڈٹ کارڈ کے ذریعے وہ اسلامی بینک کا پیسہ استعمال نہیں کر رہا ہو گا بلکہ اپنا پیسہ استعمال کر رہا ہو گا]۔

اس کے بعد کریڈٹ کارڈ کے استعمال کا طریقہ کار بتایا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد چند شرائط کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن میں ایک شرط قابل ذکر ہے کہ **میوچل فنڈ کے یونٹس کی نیٹ ایسٹ ویلیو میں کمی کا سارا خطرہ صرف اور صرف کلائنٹ کو ہی برداشت کرنا پڑے گا۔**[2]

---

[2] تورّق کریڈٹ کارڈ کی یہ ساری معلومات ایک نجی بینک کی مفصل دستاویز سے ماخوذ ہے۔

اسلامی تورّق کارڈ: شرعی تجزیہ:

اسلامی تورّق کریڈٹ کارڈ کے بنیادی ڈھانچے کی اس تفصیل کے بعد چند اہم سوالات سامنے آتے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ کی جئے۔

1. اے بی سی میوچل فنڈز اور اس کی مینیجمنٹ:

اے بی سی میوچل فنڈز کی حیثیت کا تعین کرنا سب سے اہم امر ہے۔ پہلا سوال یہ بنتا ہے کہ **اے بی سی میوچل فنڈز کی حیثیت کیا ہے**؟ اس کے لئے دیکھنا پڑے گا کہ **اے بی سی میوچل فنڈز کے اصل مالکان کون ہیں**؟ **کیا صرف سرمایہ دار ہیں یا اس میں اسلامی بینک کے مالکان کے بھی ملکیتی حصص موجود ہیں**؟ اگر تو اس کے مالکان خالصتاً کوئی اور سرمایہ دار ہیں تو پھر تو شاید اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔ لیکن اگر اس میں اسلامی بینک کے مالکان کے ملکیتی حصص ہیں تو پھر یہاں شرعی مسئلہ درپیش ہوگا۔

شریعہ بورڈ کی جانب سے یہ بتایا گیا ہے کہ اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کی حیثیت فنڈز کے ٹرسٹی کی ہے۔ اصل مالکان تو انوسٹرز ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ **ٹرسٹی سے کیا مراد ہے؟ کیا اے بی سی میوچل فنڈز ٹرسٹ کی بنیاد پر قائم ہے**؟ اس کا جواب نہیں میں ہے۔ کیونکہ میوچل فنڈز کسی ٹرسٹ کی بنیاد پر نہیں ہیں یہ مکمل طور پر کمرشل ہیں۔ تو پھر **اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کن معنوں میں ٹرسٹی ہے**؟ لہذا اسلامی بینک کی مینیجمنٹ ٹرسٹی نہیں بلکہ انوسٹرز کے وکیل کی حیثیت رکھتی ہے جو انوسٹرز کے نمائندہ کے طور پر اپنا کام کرتی ہے اور اس کا کمیشن وصول کرتی ہے۔ شرع کی نظر میں یہ مینیجمنٹ انوسٹرز کے وکیل کی حیثیت رکھتی ہے اور وکیل پر اصیل کے ودیعت کردہ اختیارات چونکہ امانت ہوتے ہیں اس لحاظ سے وہ اصیل کی امین بھی بنتی ہے۔ لیکن یہ امین ہونا ضمناً ہے۔ لہذا اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کی اصل حیثیت وکیل کی ہوئی نہ کہ ٹرسٹی کی۔

اب اگر ان میوچل فنڈز میں اسلامی بینک کے ملکیتی حصص بھی ہیں تو اسلامی بینک کی مینیجمنٹ میوچل فنڈز میں بھی اُس کی وکیل قرار پاتی ہے۔ اس طرح اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کے دو طرفہ تعلقات بنتے ہیں۔ ایک طرف وہ اسلامی بینک کا مالکان کی وکیل اور دوسری طرف میوچل فنڈز کے انوسٹرز کی وکیل اور ان انوسٹرز میں اسلامی بینک بھی شامل ہے۔ جب اسلامی بینک کلائنٹ کے ساتھ اپنا وکالہ کا عقد کرتا ہے تو کلائنٹ اسلامی بینک کے وکیل کی حیثیت میں اے بی سی میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ، جو کہ پہلے ہی اسلامی بینک کے مالکان کی وکیل ہے، سے میوچل فنڈز خریدتا ہے۔ یہاں دو اشکال پیدا ہوتے ہیں۔

پہلا اشکال:

اسلامی بینک کا وکیل پہلے ہی میوچل فنڈز کی خرید و فروخت کے لئے موجود ہے تو پھر کلائنٹ کو میوچل فنڈ کی خرید کا وکیل بنانے کا کیا مطلب ہوا؟ یہ تو ایک عبث کام ہے جس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ علما تو اس پر تنقید کرتے ہیں کہ کلائنٹ کو ہی وکیل کیوں بنایا جاتا ہے۔ مرابحہ الآمر بالشراء میں تو کلائنٹ کو وکیل بنانے کی ایک قابل فہم حکمت تھی کہ کلائنٹ ایسی چیز جا کر خریدے جو اس کی پسند کی ہو تاکہ بعد میں اس چیز پر کسی عیب وغیرہ کی بنیاد پر وہ خریداری سے انکار نہ کر سکے اور اسلامی بینک نقصان سے بچ جائے۔ جبکہ یہاں تو میوچل فنڈز ہیں جہاں عیب وغیرہ کی گنجائش ہی نہیں۔ پھر یہاں کس لئے کلائنٹ کو وکیل بنایا گیا۔ وہ بھی اس وقت جبکہ اسی کام کا وکیل میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ کی صورت میں پہلے سے موجود ہے۔

الأصل أن تشتري المؤسسة السلعة بنفسها مباشرة من البائع ويجوز لها تنفيذ ذلك عن طريق وكيل غير الآمر بالشراء ولا يلجأ لتوكيل العميل (الآمر بالشراء) إلا عند الحاجة الملحة (ایوفی،۲۰۱۵،رقم المعیار،۸،۳/۱/۳)

"اصل یہ ہے کہ بینک خود براہ راست بیچنے والے سے سامان خریدے، اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ کسی وکیل کے ذریعہ خریداری کرے لیکن یہ وکیل صارف نہ ہو، اور صارف کو کسی انتہائی ضرورت کے بنا پر وکیل نہ بنایا جائے"۔

دوسرا اشکال:

میوچل فنڈز کی مینیجمنٹ وکیل بالبیع بھی بن رہی ہے اور وکیل بالشراء بھی۔ ایک ہی فریق جانبین (بائع و مشتری) کا وکیل بن رہا ہے اور یہ شرع میں جائز نہیں۔ امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

الْوَكِيلِ مِنْ الْجَانِبَيْنِ أَنَّهُ لَا يَتِمُّ الْعَقْدُ بِعِبَارَتِهِ؛ لِأَنَّهُ لَا ضَرُورَةَ فِي تَوْكِيلِ الْوَاحِدِ مِنْ الْجَانِبَيْنِ (سرخسی، ۴۸۳ھ، ج۔۵، ص۔۱۷)

(جانبین سے ایک ہی وکیل جائز نہیں کیونکہ اس سے عقد مکمل ہی نہیں ہوتا، لہذا اس کی کوئی ضرورت نہیں)۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامیؒ عاقد کی اہلیت کی شرائط ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ بندہ جو جانبین کی طرف سے وکیل بنے وہ بھی عاقد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔"فَشَرَائِطُ الْعَاقِدِ اثْنَانِ: الْعَقْلُ وَالْعَدَدُ. فَلَا يَنْعَقِدُ بَيْعُ مَجْنُونٍ وَصَبِيٍّ لَا يَعْقِلُ، وَلَا وَكِيلٍ مِنْ الْجَانِبَيْنِ" (ابن عابدین ۱۹۹۲، ج۔۴، ص۔۵۰۴)

(عاقد بننے کے لئے دو شرطیں ہیں: عقل اور عدد۔ لہذا مجنون، ناسمجھ بچہ اور وہ فرد جو جانبین سے وکیل ہو، ان سب کی جانب سے کیا گیا عقد منعقد نہیں ہوتا)۔

2. وکیل (کلائنٹ) کے نام پر میوچل فنڈز کا اجرا:

جب کلائنٹ بحیثیت وکیل اے بی سی میوچل فنڈز سے اس کے یونٹس خریدتا ہے تو وہ یونٹس اسلامی بینک کے نام پر جاری نہیں کرتا بلکہ کلائنٹ یعنی وکیل کے نام پر جاری کرتا ہے۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ ان کا مالک اسلامی بینک ہے۔ اگر اس کے ساتھ فتوی میں موجود آخری شرط کو ملا کر پڑھا جائے "میوچل فنڈ کے یونٹس کی نیٹ ایسٹ ویلیو میں کمی کا سارا خطرہ صرف اور صرف کلائنٹ کو ہی برداشت کرنا پڑے گا"، تو خدشات مزید بڑھ جاتے ہیں۔ اگرچہ اس شرط سے متعلق دوسرا امکان بھی موجود ہے جس پر آگے چل کر بات ہو گی۔

3. آرگنائزڈ تورّق:

شریعہ بورڈ کی جانب سے کہا گیا: "**کلائنٹ جب تک چاہے میوچل فنڈز کے یونٹس اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ لیکن فروخت کرنا چاہے تو واپس اسی اے بی سی میوچل فنڈز کو فروخت کر سکتا ہے**"۔

کلائنٹ میوچل فنڈز کی خرید و فروخت کے اس سارے جھنجٹ میں کیوں پڑ رہا ہے؟ کیونکہ اس کا اصل مقصد کریڈٹ کارڈ کا حصول ہے نہ کہ میوچل فنڈز کے یونٹس کی خریداری۔ پھر وہ کیونکر میوچل فنڈز کے یونٹس کسی مدت کے لئے اپنے پاس رکھے گا۔ اگر میوچل فنڈز کے یونٹس ہی اس کا

مقصود ہوں تو وہ بینک کے ملکیتی میوچل فنڈز سے ہی خریدنے کیوں آئے گا۔ اس لئے یہ شق کہ "وہ ان یونٹس کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے" ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لا محالہ وہ ان یونٹس کو فروخت کرے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ **وہ یہ یونٹس کسے فروخت کرے گا؟** کیا وہ کسٹمر خود کسی تیسرے فریق کو جا کر بیچے گا یا اسی اے بی سی میوچل فنڈ کو بیچے گا۔ اگر تیسرے فریق کو بیچے گا تو اس میں کلائنٹ کے لئے حرج لازم آئے گی کہ اس سے پیسے وصول کرے پھر اسلامی بینک میں جمع کروائے اور پھر اس پر کارڈ وصول کرے۔ لیکن اس صورت میں یہ ڈیبٹ کارڈ بنے گا کریڈٹ کارڈ نہیں ہو گا۔ دوسرا امکان جس کا شریعہ بورڈ کی اپروول میں ذکر ہے کہ وہ اسی میوچل فنڈز کو واپس فروخت کرے گا۔ جب تورّق میں یہ پہلے سے طے ہو کہ جس سے چیز خریدیں گے واپس اسی کو فروخت کریں گے تو یہ آرگنائزڈ تورّق کی صورت بنتی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ جس پر ایوفی شریعہ اسٹینڈرڈز کہتا ہے:

"وجوب أن يكون بيع السلعة (محل التورّق) لغير البائع الذي اشتريت منه بالأجل (طر ثالث) لتجنب العينة المحرمة ترجع إلى البائع بشر مواطأ عرف" (ایوفی، ۲۰۱۵، رقم المعیار ۳۰)

(یہ بھی ضروری ہے کہ سامان جس فریق (فروخت کنندہ) سے خریدا گیا ہے اس کے علاوہ کسی تیسرے فریق کو فروخت کیا جائے۔ تاکہ بیع عینہ سے بچا جا سکے۔ علاوہ ازیں یہ کہ کسی شرط، باہمی مفاہمت یا عرف کی وجہ سے وہ چیز لوٹ کر فروخت کنندہ کے پاس نہ آئے)۔

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ نے تو واضح طور پر آرگنائزڈ تورّق کو ناجائز قرار دیا ہوا ہے۔ چنانچہ ان کی قرار داد میں ہے:

"لا يجوز التورّقان (المنظم و العكسي) وذلك لأن فيهما تواطؤاً بين الممول والمستورّق، صراحة أو ضمناً أو عرفاً، تحايلاً لتحصيل النقد الحاضر بأكثر منه في الذمة وهو ربا" (مجمع الفقہ الاسلامی جدہ، قرار رقم: ۱۷۹ (۱۹/۵))

(دونوں تورّق (منظم اور عکسی) ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان دونوں میں رقم مہیا کرنے والے (ممول) اور رقم کی طلب کرنے (مستورّق) کے مابین ایک سمجھوتہ پایا جا رہا ہوتا ہے جو صراحۃً، ضمناً یا عرفاً پایا جاتا ہے۔ اور یہ حیلے کے طور پر ایسا کیا جاتا ہے تاکہ اسکے ذریعے نقدی رقم حاصل کی جائے جس کے بدلے مس تورّق کے ذمے زیادہ رقم واجب الاداء ہوتی ہے اور یہ ربا کے حکم میں ہے)۔

جبکہ یہاں میوچل فنڈز کے یونٹس واپس اُسی اے بی سی میوچل فنڈز کے پاس لوٹ رہے ہیں۔ لہذا یہ تو واضح طور پر آرگنائزڈ تورّق کی صورت بنتی ہے۔

4. بیع عینہ اور شریعہ بورڈ کے مجوزہ نکات:

بیع عینہ سے بچنے کے لئے شریعہ بورڈ نے بحث کے بعد جو نکات پیش کئے ہیں ان میں بذات خود تضاد دکھائی دیتا ہے۔ مثال کے طور پر شریعہ بورڈ نے خود تجویز کیا کہ میوچل فنڈز کی خرید فروخت دو الگ الگ بنیادوں پر ہوتی ہے اور دو مختلف دنوں میں وقوع پذیر ہوتی ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اُن دونوں عقود کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ ساتھ ہی یہی بورڈ اگلے نکتے میں تجویز کرتا ہے "**شرعی اصولوں کی روشنی میں میوچل فنڈز کی خرید در حقیقت استثمار یعنی انوسٹمنٹ کرنا ہے اور ان کی بیع ضمناً شمار ہو گی**"۔ یہ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ ضمناً عقد کوئی الگ طور پر باقاعدہ عقد نہیں ہوتا بلکہ پہلے عقد کی صُلب میں پایا جانے والا ہی عقد ہوتا ہے، جیسے حاملہ بھینس کے حمل کی بیع ناجائز ہے کیونکہ غرر پایا جاتا ہے کہ ممکن ہے بچھڑا مردہ پیدا ہو تو پھر مبیع کیسے حوالے کی جا سکے گی۔ تاہم حاملہ بھینس پر عقد بیع جائز ہے حالانکہ اس میں حمل کی بھی بیع ہو رہی ہے۔ کیونکہ یہاں حمل کی بیع بھینس کی بیع میں ضمناً شامل

ہو جاتی ہے۔ یہاں حمل کی بیع کسی الگ تھلگ عقد بیع کے ذریعے نہیں ہو رہی اور نہ ہی اُس پر الگ سے ایجاب و قبول ہو رہا ہے۔ جبکہ میوچل فنڈز کے کیس میں پہلے دین اُن کی خرید ہوتی ہے اور دوسرے دن اُن کی فروخت ہوتی ہے۔ شریعہ بورڈ کی اسی تجویز سے یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب میوچل فنڈز کی بیع ایک ضمنی عقد ہے تو پھر اُس کے لئے الگ سے "وکالہ بالبیع" کا عقد کس لئے کیا جا رہا ہے؟

5. مقاصد شریعت اور استحصال:

شریعت اسلامیہ میں عقود کے جواز میں اس کی مقصدیت بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ میوچل فنڈز کے یونٹس کی مصنوعی خرید وفروخت کے اس سارے معاملے میں ایک چیز فوت ہو جاتی ہے اور وہ ہے مقصد شرعی۔ بیع کے عقد میں بائع کا مقصد قیمت کا حصول ہوتا ہے اور خریدار کا مقصد مبیع کے استعمال سے وابستہ ہوتا ہے۔ لیکن تورّق کے اس معاملے میں میوچل فنڈز کے یونٹس کی طلب نہ تو اسلامی بینک کو ہے اور نہ ہی کلائنٹ ان میں کوئی دلچسپی رکھتا ہے۔ اس لئے یوں لگتا ہے کہ جیسے بیع کو صرف اضافی قیمت بطور منافع کمانے کے حیلے کے طور پر استعمال کیا گیا ہو۔

اس فتوے کے ساتھ ساتھ شریعہ بورڈ کے علمائے کرام کے ویڈیو کلپ بھی موجود ہیں۔ جن میں وہ یہ فرماتے ہیں: **شریعت کسی بھی چیز کا متبادل دینے میں وسعت کا مزاج رکھتی ہے۔ رقم چونکہ افراد کی ضرورت ہے اس لئے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سودی کریڈٹ کارڈ کا متبادل دینا جائز ہے۔** اور اس کا طریق کار یہ ہے جو اوپر بیان ہو چکا۔ اس بیان سے ایک بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی تورّق کریڈٹ کارڈ کے جواز کا فتوی دینے کے لئے "افراد کی ضرورت" کو بنیاد بنایا گیا۔ اگر ایک لمحے کے لئے یہ مان لیا جائے کہ "افراد ضرورت مند ہیں" اور اسلامی بینک کی جانب متبادل کے لئے دیکھ رہے ہیں، کیونکہ وہ سودی کریڈٹ کارڈ سے بچنا چاہتے ہیں۔ وہ سودی کیونکر ہوا؟ کیونکہ جب بل کی ادائیگی میں تاخیر ہو گی تو دین کی اصل رقم پر اضافی جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی وقت سے پہلے ادا کر دے تو پھر صرف اصل دین ہی ادا کرے گا اور سودی بینک اس دین پر کوئی منافع وصول نہیں کرے گا۔ گویا سودی کریڈٹ کارڈ پر سودی بینک کا سودی منافع یقینی نہیں ظنی ہے کہ اگر بل کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی تو سود کمائیں گے ورنہ نہیں۔

ضرورت مند افراد ایسے سودی کارڈ کا متبادل لینے اسلامی بینک کے پاس آتے ہیں اور اسلامی بینک انہیں مندرجہ بالا طریق کار کی اسلامی تورّق کریڈٹ کارڈ کی سہولت میسر کرتا ہے۔ جس میں پہلے مرحلے پر میوچل فنڈز کو مرابحہ مؤجلہ پر بیچ کر ان ضرورت مند افراد سے یقینی منافع کمایا جاتا ہے، جس کی بروقت ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں جرمانے کا خوف بھی موجود رہتا ہے۔ کہیں یہ معاملہ اُن ضرورت مند افراد کی ضرورت کا استحصال کرنے کا سبب تو نہیں بن رہا؟ کیا اسلامی تورّق کریڈٹ کارڈ کا یہ سارا طریق کار اور اس کے نتائج دونوں مقاصد شریعت سے مطابقت رکھتے ہیں؟ اس طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

6. کیا واقعی یہ کریڈٹ کارڈ ہے؟

جب آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ اس کارڈ میں جو لمٹ دی جاتی ہے اور اس میں سے کلائنٹ جو بھی خرچ کرتا ہے وہ اس کا اپنا پیسہ ہوتا ہے تو پھر یہ تو ڈیبٹ کارڈ ہوا۔ کریڈٹ کارڈ تو نہ ہوا۔ کیونکہ کریڈٹ کارڈ میں تو کریڈٹ یعنی دَین کا لزومہ ہوتا ہے۔ جو یہاں نہیں ہے۔ پھر تو یہ متبادل ہی نہ ہوا۔

نتیجہ بحث:

اسلامی بینکاری کا تصور بنیادی طور پر اس لئے دیا گیا تھا کہ موجودہ سودی نظام معیشت میں بندوں کے معاملات کے جتنے چینل ممکنہ سطح پر جائز کئے جاسکتے ہیں کئے جائیں۔ سودی نظام معیشت میں رہتے ہوئے بھی سودی بینکاری نظام کے مقابلے میں اسلامی بینکاری ایک نعمت کے طور پر ابھرا۔ گزشتہ تین دہائیوں میں عالمی سطح پر اسلامی بینکاری کی ترویج وترقی خوب رہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بہت سارے شرعی مسائل کا بھی سامنا رہا ہے۔ محققین کی جانب سے اسلامی بینکوں کی پروڈکٹس اور سروسز سے متعلق شرعی اصولوں کی خلاف ورزی کے مدلل تحقیقی مقالات اور کتب بھی سامنے آئی ہیں۔ جن میں باقاعدہ طور پر قرآن، سنت، اجماع، قیاس اور دیگر فقہائے کرام کی کتب سے مضبوط دلائل پیش کئے گئے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ اسلامی بینک کی پروڈکٹس اور سروسز کے ڈھانچے کس طرح شرعی اصولوں سے متصادم ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی بینکوں کے شریعہ بورڈز کی جانب سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان کے پاس پروڈکٹس اور سروسز سے متعلق سرے سے کوئی مفصل فتویٰ موجود ہی نہیں ہے اور جو موجود ہے وہ شریعہ اپروول سرٹیفکیٹ ہے جو شریعہ ایڈوائزرز کی جانب سے صرف اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اسلامی بینک کے جملہ معاملات کو شرعی اصولوں کو مطابق پایا گیا ہے۔ ان میں کہیں بھی شرعی اصولوں سے تصادم نہیں ہے۔ ان سطور کے علاوہ کوئی اور تحریر اسلامی بینکوں کے پاس موجود ہی نہیں ہے۔ جبکہ ایوفی شریعہ اسٹینڈرڈ اسلامی بینکوں کے شریعہ بورڈ کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ دلائل کے ساتھ فتویٰ دیں اور اس بات کا خیال نہ رکھتے ہوئے دلائل کے بغیر شریعہ سرٹیفکیٹ کا جاری کرنا اسلامی بینکوں کی ساکھ کو کافی حد تک نقصان پہنچا رہی ہے۔

اسلامی تورّق کریڈٹ کارڈ پر میسر معلومات صرف پروڈکٹ کے آپریشنل طریق کار پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس بارے میں کوئی بھی مفصل دستاویز یا فتویٰ سرے سے دستیاب ہی نہیں کہ جس میں شرعی دلائل دئے گئے ہوں۔ اس مقالے میں جو سوالات اٹھائے گئے شریعہ بورڈ کے قابل علمائے کرام یہ سوالات ازخود اٹھاتے اور ان پر فقہی بحث کرتے اور پھر کسی نتیجے پر پہنچتے۔ اصول افتاء کی کتب، حتی کہ ایوفی کا شریعہ اسٹینڈرڈ نمبر ۲۹ بھی شریعہ بورڈ کے مفتیان عظام کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ اپنے فتویٰ میں دلائل کا ذکر کریں اور یہ امر اس وقت بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے جب اس فتویٰ پر دیگر مفتیان عظام اور محققین نے بھی تحقیق کرنی ہو۔ ریگولیٹری اتھارٹیز کو اپنے شریعہ گورننس فریم ورک پر نظر ثانی کرنی ہو گی اور اسلامی بینکوں کے شریعہ بورڈ کو اس بات کا پابند بنانا ہو گا کہ وہ پروڈکٹس اور سروسز کے جواز کا فتویٰ دیتے وقت اس میں مکمل حوالہ جات کے ساتھ شرعی دلائل باقاعدہ تحریر کریں۔ نیز اسلامی بینکوں پر بھی لازم کریں کہ وہ یہ فتاوی جات دیگر مفتیان عظام، محققین، اسلامی مالیات کے طلبا اور اپنے کسٹمرز کی دسترس میں دینے کے لئے اپنی ویب سائیٹ پر مہیا کریں۔ اس سے اسلامی بینکاری کی شریعہ کمپلائنس میں بہتری آئے گی اور اسلامی بینکاری سے متعلق موجود شکوک و شبہات دور کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ شریعہ ایڈوائزری کا اعتماد بحال کرنا اور اسے دوام بخشنا ضروری ہے۔ اس بارے میں ریگولیٹرز اپنے شریعہ گورننس فریم ورک میں یہ شق شامل کریں کہ ہر اسلامی بینک کا شریعہ بورڈ مختلف مسالک سے وابستہ مفتیان کرام پر مشتمل ہو گا۔ کیونکہ ایک ہی ذہن کے افراد کا ایک ہی شریعہ بورڈ میں اکٹھے رہنا اس طرح کی کمزوریوں کو باعث بن رہا ہے۔ مختلف نظریات سے منسلک مفتیان عظام پر مبنی شریعہ بورڈ بننے کی صورت میں اس کمزوری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

حواشي وحوالہ جات

عبد العزيز بن أحمد (٧٣٠ھ)، كشف الأسرار شرح أصول البزدوي، دار الكتاب الإسلامي

Abdul Aziz bin Ahmad (730AH), *Kashf ul Asrār Sharḥ al-Bazdawī*, Dar al-Kitab al-Islami

ابن منظور (٧١١ھ)، لسان العرب، دار صادر، بيروت، ١٤١٤ھ، ١٠: ٣٧٥

Ibn e Manzūr (711AH), *Lisān al-Arab*, Dar e Sadir, Berut, 1414AH, 10: 375.

مجمع الفقه السلامی جده، قرار بشأن التورّق حقيقته، أنواعه (الفقهي المعروف والمصرفي المنظم)- جامع الكتب الإسلامية

International Fiqh Academy, Jeddah, Resolution: *Al-Tawarruq: Ḥaqīqatuhū and Anwā'hū*, Jami Al-Kutub al-Islamiyyah

الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية–الكويت، ١٤٢٧ھ

Al-Masū'ah al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah, Wizarat ul Awqaf wa al-Shu'un al-Islamiyyah, Kuwait, 1427AH

ایوفی، المعايير الشرعية، التورّق، رقم المعيار (30)، هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية، 2015

AAOIFI, *Shariah Standards, Al-Tawarruq*, Standard No. 30, AAOIFI, Bahrain, 2015

ابن الهمام (٨٦١ھ)، فتح القدير، دار الفكر؛ ابن رشد، المقدمات الممهدات، دار الغرب الإسلامي، ١٩٨٨؛ المرداوي، أبو الحسن علی (٨٨٥ھ)، الإنصاف، دار إحياء التراث العربي

Ibn al-Humam (861AH), *Fatḥ al-Qadīr*, Dar al-Fikr; Ibn-e-Rushd, *Al-Muqaddamāt al-Mumahadāt*, Dar al-Gharb al-Islami, 1988; Al-Mardawi, Abu al-Hassan Ali bin Suleman (885AH), *Al-Inṣāf*, Dar Ihya al-Turath al-Arabi

الزيلعي، عثمان بن علي (٧٤٣ھ)، تبيين الحقائق، المطبعة الكبرى الأميرية- بولاق، القاهرة، ١٣١٣ھ؛ الحطاب، محمد بن محمد (٩٥٤ھ)، مواهب الجليل، دار الفكر، ١٩٩٢

Al-Zail'I, Usman bin Ali (743AH), *Tabyīn al-Ḥaqā'iq*, Al-Matba al-Kubra al-Amiriyyah, al-Qahira, 1313AH; Al-Hattab, Muhammad bin Muhammad (954Ah), *Mawāhib al-Jalīl*, dar al-Fikr Berut, 1992

الدسوقي، محمد بن أحمد (١٢٣٠ھ)، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، دار الفكر

Al-Dasuqi, Muhammad bin Ahmad (1230 AH), Hashiyat al-Dasuqi 'ala al-Sharh al-Kabir, Dar al-Fikr

ابن تيمية، تقي الدين (١٩٨٧)، الفتاوى الكبرى، دار الكتب العلمية؛ ابن القيم، محمد بن أبي بكر (٧٥١ھ)، إعلام الموقعين، دار الكتب العلمية–بيروت

Ibn e Taymiyyah, Taqi al-Din (1987), *Al-Fatāwa al-Kubra*, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah; Ibn Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr (751 AH), "I'lam al-Muwaqqi'in", Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut

الفيفي, حسين حسن (٢٠١٣)، التحوط ضد مخاطر الاستثمار في المصارف الاسلامية، دار ابن الاثير الطبعة الاولى

Al-Fifi, Hussain Hassan, (2013), *Al-Taḥawwuṭ ḍid Mukhāṭir al-istismār fi al-Maṣārif al-Islāmiyyah*, Dar ibn al-Athir al-Tab'ah al-Ula

سرخسی، محمد بن احمد (٤٨٣ھ)، المبسوط، دار المعرفة–بيروت

Sarakhsi, Muhammad bin Ahmad (483AH), *Al-Mabsūṭ*, Dar al-Marifah, Beirut

ابن عابدين، (١٩٩٢) ردالمحتار، دار الفكر- بيروت

Ibn-e-'Ābidīn, (1992), *Radd-ul-Muḥtār*, Dar al-Fikr, Beirut